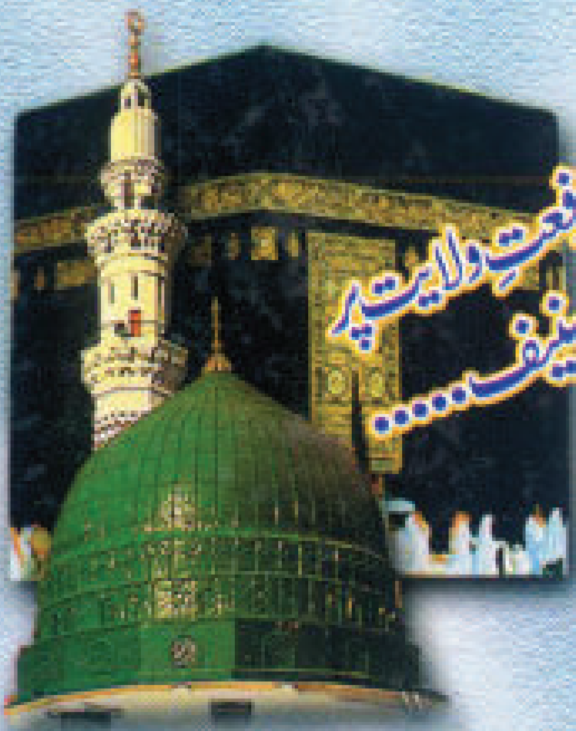


عظمتِ نبوت اور رفعتِ ولایت پر
ایک خوبصورت تصنیف.....

السیّار

مصنف: علامہ محمد سراج رضوی مدظلہ العالی

زیرِ نگرانی: مولانا ابوالخیر محمد الطاف قادری رضوی مدظلہ العالی

باہتمام: محمد شکیل قادری

ناشر: ادارۂ تحقیقاتِ اہلسنت کراچی

کتاب .... البتّار

مصنف .... مولانا محمد سراج رضوی

ناشر .... ادارۂ تحقیقات اہلسنت

اشاعت .... اوّل

طباعت ۱۴۲۳ھ/۲۰۰۲ء

تعداد .... ایک ہزار(1000)

ملنے کے پتے

ادارۂ تحقیقات اہلسنت مزار شریف حضرت منگھو پیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

مکتبہ اہلسنت پرانی سبزی منڈی

مکتبہ غوثیہ فیضانِ مدینہ سبزی منڈی

مکتبہ رضویہ آرام باغ کراچی

ضیاء القرآن پبلی کیشنز گنج بخش روڈ لاہور

ضیاء الدین پبلی کیشنز شہید مسجد کھارادر

مسلم کتابوی گنج بخش روڈ لاہور

شبیر برادرز اردو بازار لاہور

فہرست

رسولِ خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ بَنِيْ إِسْرَآئِيْلَ تَفَرَّقَتْ عَلٰى ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِيْنَ مِلَّةً وَتَفْتَرِقُ أُمَّتِيْ عَلٰى ثَلَاثٍ وَسَبْعِيْنَ مِلَّةً كُلُّهُمْ فِي النَّارِ إِلَّا مِلَّةً وَاحِدَةً قَالُوْا مَنْ هِيَ يَارَسُوْلَ اللهِ قَالَ مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِيْ

”بنی اسرائیل بہتر (۷۲) فرقوں میں بٹ گئے اور میری امت تہتر (۷۳) فرقوں میں بٹ جائے گی۔ ایک کے سوا سب جہنمی ہوں گے صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ! وہ نجات پانے والا کون سا فرقہ ہے؟ فرمایا وہ جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں“

(جامع ترمذی شریف ابواب الایمان۔ مشکوٰۃ شریف باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ)

حدیث بالا میں یہ صراحت ہے کہ امت مسلمہ تہتر (۷۳) فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی نیز یہ کہ یہ سب کے سب فرقے جنت میں داخل نہیں ہوں گے بلکہ ان میں سے صرف ایک ہی فرقہ ایسا ہوگا جو جنتی ہوگا جنت یا جہنم میں جانے کا اصل سبب کیا ہے؟ آیئے قرآن و احادیث کی روشنی میں ملاحظہ کرتے ہیں قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے کہ:

إِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًاO

”جو ایمان لائے اور اچھے کام کیئے فردوس کے باغ ان کی مہمانی ہے“

(سورہ کہف آیت ۱۰۷)

سورۃ ابراہیم میں ارشاد ہوتا ہے:

وَأُدْخِلَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ

”اور جو ایمان لائے اور اچھے کام کیئے وہ (جنت کے) باغوں میں داخل کیئے جائیں گے“

(سورہ ابراہیم آیت ۲۳)

اب صرف دو احادیث ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَا مِنْ عَبْدٍ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ ثُمَّ مَاتَ عَلٰى ذٰلِكَ إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ قُلْتُ وَإِنْ زَنٰى وَإِنْ سَرَقَ قَالَ وَإِنْ زَنٰى وَإِنْ سَرَقَ قُلْتُ وَإِنْ زَنٰى وَإِنْ سَرَقَ قَالَ وَإِنْ زَنٰى وَإِنْ سَرَقَ ثَلَاثًا

”جس شخص نے بھی لا الہ الا اللہ کہا پھر اسی پر مر گیا وہ جنت میں داخل ہو جائے گا میں نے کہا خواہ اس نے زنا کیا ہو اور چوری کی ہو؟ آپ نے فرمایا خواہ اس نے زنا کیا ہو اور چوری کی ہو میں نے پھر کہا خواہ اس نے زنا کیا ہو اور چوری کی ہو؟ آپ نے فرمایا خواہ اس نے زنا کیا ہو اور چوری کی ہو میں نے تین بار یہی سوال کیا اور آپ نے یہی جواب دیا“

(مسلم شریف جلد اول۔ مشکوٰۃ شریف جلد اول)

دوسری حدیث:

عَنْ جَابِرٍ قَالَ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ رَجُلٌ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللهِ مَا الْمُوْجِبَتَانِ فَقَالَ مَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ مَاتَ يُشْرِكُ بِاللهِ شَيْئًا دَخَلَ النَّارَ

”حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یارسول اللہ! وہ کون سی دو چیزیں ہیں جو جنت یا دوزخ کو واجب کرتی ہیں؟ حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا جس شخص کا خاتمہ ایمان پر ہو وہ جنت میں جائے گا اور جس شخص کا خاتمہ شرک پر ہو وہ جہنم میں جائے گا“

(مسلم شریف جلد اول کتاب الایمان)

ان دو آیات اور دونوں احادیث سے یہ بات واضح ہوگئی کہ کسی بھی فرد یا فرقے کے جنتی اور جہنمی ہونے کا تمام تر دارومدار ایمان ہی سے وابستہ ہے اگر کوئی ایمان کی دولت سے مالا مال ہے تو وہ جنتی اور اگر کوئی خفتہ بخت ایمان کی دولت سے محروم ہے تو وہ ہرگز جنت میں داخل نہیں ہوگا بلکہ اس کا ٹھکانا جہنم ہے۔

لہٰذا حدیث شریف میں جن بہتر فرقوں کو جہنم کی وعید اور ایک فرقے کو جو جنت کی نوید دی گئی ہے اس کا تعلق بھی ایمان اور کفر ہی سے ہے یعنی ایک فرقہ ایمان والا ہوگا لہٰذا وہ جنتی ہوگا اور بہتر فرقے بے ایمان و گمراہ ہونگے لہٰذا وہ جہنمی ہونگے۔

جب یہ بات عیاں ہوگئی کہ ایمان جنت اور کفر جہنم کا ذریعہ ہے تو ہمیں کیسے معلوم ہو کہ ان فرقوں میں کون بے ایمان اور کون ایمان والا فرقہ ہے؟ آیئے قرآن کریم کی روشنی میں

صاحب ایمان کی نشانی ملاحظہ کرتے ہیں۔

الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ○ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ○

''وہ جو نماز قائم رکھیں اور ہمارے دیئے سے کچھ ہماری راہ میں خرچ کریں یہی سچے مومن ہیں ان کیلئے درجے ہیں ان کے رب کے پاس اور بخشش ہے اور عزت کی روزی''

(سورہ انفال آیات ۳ تا ۴)

ان آیات سے معلوم ہوا نماز ادا کرنے والے ہی پکے سچے مومن ہیں نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ بخشش اور جنت کے بلند و بالا درجات بھی انہی کیلئے ہیں لہٰذا ہمیں چاہئے کہ ہم صرف نماز پڑھنے والوں ہی کو مومن اور مسلمان سمجھیں لہٰذا جو بھی فرد یا فرقہ نماز ادا کرتا ہے صرف وہی ایمان والا ہے اور اللہ کی بخشش اور جنت کا حقدار ہے۔

اب جبکہ ایمان اور بے ایمان جنتی اور جہنمی کی کسوٹی کا ہمیں قرآن کریم سے علم ہو چکا تو آیئے اسی کسوٹی کو لے کر ان سارے فرقوں کو پرکھتے ہیں اور معلوم کرتے ہیں کہ کون سا فرقہ نمازوں کی پابندی کرتا ہے اور کون سا فرقہ نمازوں کا تارک اور ان سے دور ہے؟

اگر ہم نماز کو کسوٹی بنا کر ان فرقوں کو پرکھنا شروع کر دیں تو شاید ہی ہمیں کوئی ایسا فرقہ نظر آئے جو نماز کا منکر ہو یا نماز ادا نہ کرتا ہو لہٰذا اس صورت حال میں سارے ہی فرقے ایمان والے ٹھہرتے ہیں اور سارے ہی جنت و بخشش کے حقدار قرار پاتے ہیں اگر ہم ان سارے فرقوں کو ایمان و ہدایت کا حامل قرار دیں تو پھر اس طرح دو خرابیاں لازم آتی ہیں۔

ا۔ یہ کہ حدیث شریف کی تکذیب لازم آتی ہے وہ اس طرح کہ حدیث شریف میں صرف ایک ہی فرقے کے جنتی ہونے کی صراحت ہے جبکہ نماز کی کسوٹی پر پرکھنے کے تحت سارے ہی جنتی قرار پاتے ہیں لہٰذا حدیث کی تکذیب ہوئی۔

۲۔ دوسری خرابی یہ لازم آتی ہے کہ نماز تو وہ دشمنانِ دین اور منافقین بھی پڑھا کرتے تھے

جو دن رات اسلام پیغمبر اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے درپے رہتے تھے اور جن کے کفر و نفاق پر قرآن و احادیث میں وافر دلائل موجود ہیں لہٰذا اس طرح یہ باغیانِ اسلام بھی پکے سچے مومن قرار پاتے ہیں کیونکہ نمازوں کی پابندی یہ بھی کیا کرتے تھے بلکہ کتب احادیث بالخصوص صحاح ستہ میں تو بعض نمازیوں کے کفر و نفاق پر صریح احادیث بھی وارد ہیں۔

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ نے فرمایا۔

يَأْتِيْ فِيْ اٰخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ حُدَثَآءُ الْاَسْنَانِ سُفَهَآءُ الْاَحْلَامِ يَقُوْلُوْنَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ الْبَرِيَّةِ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الْاِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ لَا يُجَاوِزُ اِيْمَانُهُمْ حَنَاجِرَهُمْ فَاَيْنَمَا لَقِيْتُمُوْهُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ فَاِنَّ قَتْلَهُمْ اَجْرٌ لِمَنْ قَتَلَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

''آخری زمانے میں ایک ایسی قوم آئے گی جو عمر کے لحاظ سے چھوٹے اور کم عقل (جاہل لوگوں پر مشتمل) ہوگی وہ رسول کائنات ﷺ کی احادیث بیان کریں گے لیکن وہ اسلام سے نکلے ہوئے ہوں گے جیسے کمان سے تیر نکل جاتا ہے ان کا ایمان ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا تم جہاں بھی انہیں پاؤ وہیں قتل کر ڈالو کیونکہ قیامت کے روز ان کے قاتل کو ثواب ملے گا''

(صحیح بخاری شریف جلد دوم)

دوسری حدیث:

فَقَالَ عَلِيٌّ اَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ يَخْرُجُ قَوْمٌ مِنْ اُمَّتِيْ يَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ لَيْسَتْ قِرَاءَتُكُمْ اِلٰى قِرَاءَتِهِمْ شَيْئًا وَلَا صَلٰوتُكُمْ اِلٰى صَلٰوتِهِمْ شَيْئًا وَلَا صِيَامُكُمْ اِلٰى صِيَامِهِمْ شَيْئًا يَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهٗ لَهُمْ وَهُوَ عَلَيْهِمْ لَا تُجَاوِزُ صَلٰوتُهُمْ تَرَاقِيَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الْاِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ

''حضرت علیؓ نے فرمایا اے لوگو! بے شک میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میری امت سے کچھ لوگ ایسے نکلیں گے جو قرآن مجید پڑھیں گے اور تمہاری قرأت ان کی قرأت کے مقابلے میں کچھ بھی نہ ہوگی اور نہ تمہاری نمازیں ان کی نمازوں کے سامنے کچھ

ہونگی اور نہ تمہارے روزے ان کے روزوں کے مقابلے میں کچھ ہوں گے وہ ثواب سمجھ کر پڑھیں گے لیکن عذاب پائیں گے ان کی نماز ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گی وہ اسلام سے نکل جائیں گے جیسے کمان سے تیر نکل جاتا ہے"

(سنن ابوداؤد کتاب السنۃ)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ اعمال صالحہ بالخصوص نماز کی ادائیگی کو ایمان کیلئے کسوٹی مقرر کرنا یا اعمال صالحہ پر لوگوں کے کفر و ایمان کو پرکھنا ہرگز صحیح نہیں اور نہ ہی اعمال صالحہ بالخصوص نماز کی ادائیگی سے کوئی مسلمان ہوجاتا ہے اور نہ ہی نماز نہ پڑھنے سے کوئی کافر ہوجاتا ہے۔ اگر ایسی بات نہ ہوتی تو حضور سید عالم ﷺ ان نمازیوں، روزہ داروں، قرآن کے قاریوں اور احادیث کے عالموں کو خارج از اسلام نہ فرماتے۔

معلوم ہوا جو گمراہ اور بے دین ہو اس کیلئے یہ ضروری نہیں کہ وہ نماز، روزے اور دیگر امور خیر کا تارک بھی ہو یا قرآن و حدیث کے علم سے کورا بھی ہو بلکہ اس احادیث میں یہ صراحت ہے کہ بعض گمراہ اور دین سے خارج لوگ بھی نماز، روزے کے سخت پابند اور قرآن و حدیث کے عالم ہوتے ہیں لہٰذا یہ تمام صورتحال اس حقیقت کو واضح کرتی ہے کہ ہمارا کسی کے عقائد و نظریات سے آنکھیں بند کرکے محض قرآن و حدیث کے علم، درس و تبلیغ کے مشغلے یا نماز روزے کی ادائیگی یا ذکر و تلاوت کی کثرت یا دیگر اعمال صالحہ کے ڈھیر سے متاثر ہوکر اس کو مسلمان ہونے کی سند دے دینا یا اس کا راہِ ہدایت پر ہونے کا یقین کرلینا خود کو اپنے ہی ہاتھوں تباہی سے دوچار کروانا ہے۔ اسلئے کہ ایمان اور مسلمان ہونے کا دارومدار ان امور پر ہرگز نہیں لیکن سوال یہ ہے کہ ایمان کا دارومدار کس بات پر ہے؟ آخر وہ کون سی بات ہے کہ جس کے ہونے پر ایمان اور مسلمان ہونے اور اس بات کے نہ ہونے پر ایمان کے نہ ہونے کا یقین کیا جاسکے؟

آیئے اس راز کو جاننے کیلئے حدیث شریف کو ملاحظہ کرتے ہیں۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَایُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ

"حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی مومن نہیں ہوسکتا یہاں تک کہ میں اسے اس کے والد، اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہوجاؤں"

(صحیح بخاری شریف۔ صحیح مسلم شریف)

معلوم ہوا ایمان کا تمام تر دارومدار محبت رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ہے اگر محبت رسول علیہ السلام ہے تو ایمان بھی ہے اگر محبت نہیں تو ایمان بھی نہیں۔

مطالع المسرات میں ہے:

وَمَنْ لَامَحَبَّۃَ لَہٗ لَااِیْمَانَ لَہٗ فَحُبُّہٗ ﷺ رُکْنُ الْاِیْمَانِ لَایَثْبُتُ اِیْمَانُ عَبْدٍ وَلَایُقْبَلُ اِلَّا بِمَحَبَّتِہٖ ﷺ

"جس کے دل میں حضور ﷺ کی محبت نہیں اس کا ایمان ہی نہیں پس حضور سید عالم ﷺ کی محبت ایمان کا رکن ہے کسی کا ایمان محبت رسول علیہ السلام کے بغیر نہ ثابت ہوسکتا ہے اور نہ ہی مقبول ہوسکتا ہے"

ایک اور مقام پر ہے۔

فَمَحَبَّۃُ اللّٰہِ مَشْرُوْطَۃٌ بِمَحَبَّۃِ رَسُوْلِہٖ ﷺ — اللہ تعالیٰ کی محبت کیلئے رسول ﷺ کی محبت شرط ہے۔

ایک اور مقام پر اسی کتاب میں ہے۔

فَاَصْلُ الْاِیْمَانِ مَشْرُوْطٌ بِاَصْلِ الْحُبِّ وَکَمَالُ الْاِیْمَانِ مَشْرُوْطٌ بِکَمَالِ الْحُبِّ

"اصل ایمان کیلئے اصل محبت شرط ہے اور ایمان کامل ہونے کیلئے حضور سید کائنات ﷺ کی کامل محبت شرط ہے"

ان تصریحات سے یہ بات عیاں ہوچکی ہے کہ جس کے دل میں حضور سید عالم ﷺ کی محبت مطلقاً نہ ہو وہ قطعاً مومن و مسلمان نہیں اور جس شخص کو آپ کی محبت میں کمال حاصل نہیں وہ مومن کامل نہیں۔

پس معلوم ہوا کسی کے ایمان و کفر کو پرکھنے کیلئے نماز نہیں بلکہ حُبِّ رسول ﷺ ہی کو کسوٹی مقرر کیا جائے گا جو اس پیمانے پر پورا اترے گا وہی سچا مسلمان ہے۔ ورنہ وہ ہرگز مسلمان نہیں۔

مغزِ قرآں جانِ ایماں روحِ دیں

ہست حبِّ رحمۃ اللعالمین

لہٰذا یہ بات عیاں ہوگئی کہ حدیث شریف میں جن فرقوں کو جہنم کی وعید دی گئی یہ اس لئے نہیں دی گئی کہ یہ فرقے نماز' روزے' ذکر و تلاوت یا دیگر امور خیر کے تارک ہوں گے۔ بلکہ یہ وعید اس لئے دی گئی کہ ان فرقے والوں کے دلوں میں سرکار دو عالم ﷺ کی محبت نہیں ہوگی اور ان کے دل محبت رسول ﷺ سے خالی ہوں گے۔ صرف ایک ہی فرقہ محبت رسول علیہ السلام کی دولت سے مالا مال ہوگا لہٰذا صرف یہی ایمان والا اور جنت کا حقدار ہوگا۔

لیکن بات جہاں سے شروع ہوئی تھی وہیں واپس لوٹ گئی وہ اس طرح کہ ہمیں یہ اچھی طرح معلوم ہو چکا کہ جنت و مغفرت کیلئے ایمان شرط ہے اور ایمان کیلئے محبت رسول ﷺ لازم ہے اگر ایمان نہیں تو جنت و مغفرت نہیں مل سکتی اور اگر محبت رسول علیہ السلام نہیں تو پھر ایمان بھی ثابت نہیں ہوسکتا لہٰذا جس کے دل میں محبت رسول ﷺ ہے صرف اسی کے ایمان کا اعتبار کیا جائے گا اور حضور سید عالم علیہ السلام سے محبت کا دعوٰی تو سارے ہی فرقے کرتے ہیں اور محبت کا تعلق تو دل سے ہوتا ہے لہٰذا اس صورت حال میں ہمیں کیسے معلوم ہو کہ کس کے دل میں حضور سید عالم ﷺ کی محبت ہے اور کس کے دل محبت رسول علیہ السلام سے خالی ہیں۔ ہم کس کے دعوے کا اعتبار کر کے اسے محبت رسول علیہ السلام میں سچا قرار دیں اور کس کے دعوۓ محبت کو رد کر کے اسے جھوٹا قرار دیں۔

اس اشکال کو رفع کرنے کیلئے ہم یہ عرض کریں گے کہ واقعی اس مقام پر آ کر یہ مشکل درپیش ہوسکتی ہے لیکن اس مشکل سے وہی دوچار ہوگا جو معیار محبت سے ناواقف ہو ورنہ جسے معیار محبت پر آگاہی حاصل ہو وہ ہرگز اس پریشانی میں مبتلا نہیں ہوسکتا۔

اکابرین اسلام نے حضور سید عالم ﷺ کی محبت کی چند علامات بیان فرمائی ہیں لہٰذا جسے حضور سید عالم ﷺ سے محبت کا دعوٰی ہے اس میں یہ علامات ضرور پائی جائیں گی وہ علامات یہ ہیں۔

۱) آپ کی اطاعت کرنا یعنی جن کاموں کو آپ نے کرنے کا حکم فرمایا ہے ان امور کی ادائیگی میں مصروف رہنا اور جن امور سے آپ نے منع فرمایا ہے ان سے باز رہنا۔

۲) آپ کو ظاہری و باطنی تمام عیوب و نقائص سے پاک اور بے عیب تسلیم کرنا۔

۳) آپ کے ذکر شریف کو کثرت سے کرنا۔

۴) آپ کے ذکر کو سننے سے دل کا خوش ہونا۔

مطلب یہ ہے کہ جب آپ کی نعت شریف پڑھی جارہی ہو یا آپ کے فضائل و کمالات کا بیان کیا جارہا ہو ان کو سن کر جن لوگوں کے چہروں پر خوشی اور مسرت کے آثار ہوں اور جن لوگوں کے چہرے اس وقت پھول کی طرح کھل اٹھیں یا مسرت و وجد میں آ کر ان فضائل و کمالات کو عطا فرمانے والے پروردگار عالم اور آپ ﷺ کے نام کا نعرہ بلند کریں تو یہ دل میں موجود حب رسول علیہ السلام ہی کی وجہ سے ہے اور جو لوگ آپ کے فضائل و کمالات' محامد و محاسن سن کر غیظ و غضب کا اظہار کریں یا غصے اور طیش میں آ کر آپ کی عظمت و شان کے بیان سے روکیں یا ان بیان کرنے والوں پر کفر و شرک کے ناپاک فتوے لگائیں تو ان لوگوں کے دلوں میں موجود بغضِ رسول میں کون ذی فہم شک کرسکتا ہے؟

۵) یہ بھی آپ کی محبت کی علامات میں سے ہے کہ آپ پر کثرت سے صلوٰۃ وسلام پڑھا جائے۔

۶) آپ کی زیارت و ملاقات کا شوق اور تمنا رکھنا۔

۷) آپ کے اصحاب آپ کے اہل بیت اور آپ کی ازواج سے محبت رکھنا اور انہیں عزیز رکھنا۔

۸) آپ کے تبرکات اور آپ کی طرف منسوب چیزوں سے محبت کرنا مثلاً کعبہ شریف' مکۃ المکرمہ' مدینۃ المنورہ' غار حرا' غار ثور' اُحد پہاڑ' غرض یہ کہ آپ کی طرف منسوب جمیع اشیاء سے محبت کرنا بالخصوص خاک مکہ و مدینۃ المنورہ سے بلکہ ان دونوں شہروں کی ہر شئے سے محبت کرنا محبت رسول علیہ السلام کی علامت ہے۔

۹) آپ کے دشمنوں سے عداوت رکھنا' اور نفرت کا اظہار کرنا اور ان سے دور رہنا یہ بھی

آپ کی محبت کی علامات میں سے ایک علامت ہے چنانچہ قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے کہ:

لَاتَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَلَوْ کَانُوْا اٰبَآءَھُمْ اَوْ اَبْنَآءَھُمْ اَوْ اِخْوَانَھُمْ اَوْ عَشِیْرَتَھُمْ اُولٰٓئِکَ کَتَبَ فِیْ قُلُوْبِھِمُ الْاِیْمَانَ

" جو لوگ اللہ پر اور روز قیامت پر ایمان رکھتے ہیں تم ان کو اللہ اور اسکے رسول کے ساتھ عداوت رکھنے والوں کے ساتھ محبت کرنے والا نہ پاؤ گے خواہ وہ ان کے باپ ہوں یا بیٹے یا بھائی یا قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں یہی وہ لوگ ہیں جنکے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان نقش فرمادیا"

(سورہ مجادلہ آیت ۲۲)

۱۰) آپ کی تعظیم وتوقیر ادب واحترام بجالانا۔

زرقانی علی المواہب میں ہے کہ:

وَمِنْ عَلَامَاتِ مَحَبَّتِہٖ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ تَعْظِیْمُہٗ عِنْدَ ذِکْرِہٖ وَاِظْھَارُ الْخُشُوْعِ وَالْخُضُوْعِ وَالْاِنْکِسَارِ مَعَ سِمَاعِ اسْمِہٖ ﷺ

"حضور ﷺ کی محبت کی علامات میں سے یہ بھی ہے کہ آپ کے ذکر شریف کے وقت آپ کی تعظیم کی جائے اور خصوصاً آپ کے نام مبارک کے سننے کے وقت خشوع وخضوع اور عاجزی وانکساری کا اظہار کیا جائے"

کسی بھی فرد یا فرقے کا دعوئے محبت اس وقت تک قبول نہیں کیا جاسکتا کہ جب تک یہ علامات اس میں مجتمع نہ ہوں ان علامتوں کو نظر انداز کر کے کسی کو محبتِ رسول میں سچا تسلیم کرنا کسی بھی طرح درست نہیں۔

ہر چند کہ یہ حقیقت ہے کہ کسی بھی فرد یا فرقے کا محبت رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام میں سچا ہونے کیلئے اس میں ان سب علامات کا پایا جانا ضروری ہے لیکن اس حقیقت سے بھی انکار ممکن نہیں کہ موخر الذکر علامت تو ازحد لازم ہے اور اسی پر محبت رسول کا دارومدار ہے گویا اسی دسویں علامت محبت کو کسوٹی اور بنیاد کی حیثیت حاصل ہے اس لئے کہ ادب ومحبت ایک ہی کیفیت کے دو نام ہیں۔

محبت کا تعلق دل سے ہوتا ہے اور ادب کا تعلق ظاہری جسم سے ہوتا ہے یعنی دل کا بارگاہ

رسالت میں خشوع وخضوع کی کیفیت سے دوچار ہونے کا نام محبت اور یہی باطنی کیفیت جب قلبی حجاب سے ظاہر ہوتی ہے تو تعظیم وادب کی صورت اختیار کرلیتی ہے گویا قلبی خشوع وخضوع کا نام محبت اور ظاہری جسم کا اسی کیفیت سے دوچار ہونے کا نام تعظیم وادب ہے پس اگر دل میں محبت رسول ﷺ ہوگی تو جبھی ظاہری جسم سے تعظیم وادب ظاہر ہوگا اگر دل محبت رسول ﷺ سے خالی ہو تو ظاہری جسم سے تعظیم وتوقیر ظاہر نہیں ہوسکتی محبت ہے تو تعظیم بھی ہے اگر محبت نہیں تو ادب کی دولت مل ہی نہیں سکتی۔

غرض یہ کہ حضور سید عالم ﷺ کی تعظیم وتوقیر اور ادب واحترام ہی وہ کسوٹی ہے جس پر حق و باطل جنتی وجہنمی، محبوب ومبغوض کو پرکھ کر الگ الگ کیا جاسکتا ہے لہٰذا اس کسوٹی پر کھرا اور اس پیمانے پر پورا اترنے والے ہی کا کلمہ اس کے مومن ہونے کیلئے اس کی نماز اور دیگر امور خیر اس کے جنتی ہونے کیلئے اور اس کے عقیدے کے صحیح ہونے کیلئے کافی ہیں۔ اور اگر کوئی بھی فرد یا فرقہ ادب وتعظیم سے منہ پھیرے ہوئے ہو تو اس کا ایمان واعمال اور تمام نیک تعلیمات سب بے کار ومردود اور وہ خود لعنتی اور راندۂ بارگاہِ خداوندی ہے یہ کسی کے ذہن کا قیاس نہیں بلکہ قرآن کا اعلان ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے کہ۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَاتَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَاتَجْھَرُوْا لَہٗ بِالْقَوْلِ کَجَھْرِ بَعْضِکُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُکُمْ وَاَنْتُمْ لَاتَشْعُرُوْنَ

" اے ایمان والو! اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے اور ان کے حضور بات چلا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہ کہیں تمہارے عمل اکارت نہ ہوجائیں اور تمہیں خبر نہ ہو"

(سورہ حجرات آیت ۲)

اس آیت کریمہ سے چند باتیں معلوم ہوئیں۔

پہلی بات یہ معلوم ہوئی کہ جناب نبی کریم ﷺ کی تعظیم اور آپ کا ادب ہم پر فرض ہے کیونکہ یہ قرآن سے ثابت ہے۔

دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ آپ کی تعظیم و توقیر کو بجالانا اور اس سے غافل ہونا یہ یکساں نہیں بلکہ آپ کی تعظیم بجالانا فرض اور یہ ایسا فرض ہے کہ اس فرض کے تارک کے ایمان و اعمال دونوں ہی برباد کر دیئے جاتے ہیں۔اور اعمال کی بربادی اسی وقت ہوتی ہے جب کسی کا ایمان برباد ہو جائے چنانچہ علمائے کرام نے اس بات کی تصریح فرمائی ہے کہ اعمال کی بربادی فقط ایمان کے سلب ہونے ہی کی صورت میں واقع ہوتی ہے۔

علامہ خفاجی فرماتے ہیں۔

وَلَايُحْبِطُ الْاَعْمَالَ اِلَّا الْكُفْرُ لِاَنَّ الْاَعْمَالَ اِنَّمَا تَتَقَبَّلُ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لِاَنَّ الْعَمَلَ الْمَقْبُوْلَ ثَمْرَةُ الْاِيْمَانِ وَهٰذَا مَذْهَبُ اَهْلِ السُّنَّةِ اَنَّ الْمُحْبِطَ كُفْرٌ اَصْلِيٌّ اَوْطَارٍ بِرِدَّةٍ

''اور اعمال کفر کی وجہ ہی سے برباد ہوتے ہیں اور اعمال صرف مومن ہی کے اللہ کی بارگاہ میں مقبول ہوتے ہیں کیونکہ مقبول عمل ایمان کا نتیجہ ہوتا ہے اور یہ اہلسنت کا مذہب ہے کہ اعمال کفر یا ارتداد کی وجہ سے ہی برباد ہوتے ہیں''

(شرح شفا جلد۴ ص ۳۸۷)

قرآن کریم میں بھی اسی طرح ارشاد ہوا ہے

وَمَنْ يَّكْفُرْ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ وَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ۝

'' جو منکر ہوا ایمان سے اس کا عمل ضائع ہو گیا اور وہ آخرت میں نقصان والوں میں سے ہے''

(سورہ مائدہ آیت ۵)

پس ان تصریحات کی روشنی میں ثابت ہوا کہ جناب نبی کریم ﷺ کی تعظیم سے غفلت کرنے والا اور آپ کے ادب سے منہ پھیرنے والا کافر و ملعون ہے اس لئے کہ جمیع اعمال کی بربادی کا سبب کفر ہے اور آپ کی تعظیم و احترام سے غفلت پر بھی اعمال کی بربادی کی وعید موجود ہے تو یقیناً آپ کی تعظیم سے غفلت برتنا بھی کفر ہے جبھی تو یہ وعید دی گئی۔

اپنی پلکوں سے در یار پہ دستک دینا
اونچی آواز ہوئی عمر بھر کا سرمایہ گیا

اور یہ بھی پیش نظر رہے کہ

ادب گاہیست زیر آسمان از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

خلاصہ کلام یہ ہے کہ ''تعظیم نبوت'' ہی وہ پیمانہ ہے کہ جس پر پورا اترنے والے کی نمازیں' روزے' ذکر و تلاوت' درس و بیان اور کلمہ توحید مقبول ہے ورنہ سارے اعمال اس کے کسی کام کے نہیں نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ بے ادبی کا ارتکاب ایمان بھی برباد کروادیتا ہے لہٰذا جب کسی فرد یا فرقے کا ایمان ہی تباہ و برباد ہو جائے تو ایمان کے بغیر اس کی تمام تعلیمات باطل اور غلط ہونے کے سوا کچھ بھی نہیں اور جب ایمان و اعمال ہی تباہ و برباد قرار پائیں تو ایسے شخص کے جہنمی ہونے میں کسے شک و تردد ہو سکتا ہے؟ جگہ جگہ مسلمانوں کو کلمہ توحید کی تبلیغ کرنا ہرگز اسلام نہیں بلکہ ایمان و اسلام کا تمام تر دارومدار محبت رسول ﷺ پر ہے اگر محبت ہے تو ایمان بھی ہے اگر محبت نہیں تو کسی بھی فرد یا فرقے کا درس و تبلیغ دھوکے اور فریب کے سوا کچھ بھی نہیں۔

آخری کلام یہ ہے کہ جنت میں جانے کا بنیادی اور اصل سبب صرف اور صرف ایمان ہے اور ایمان کا دارومدار محبت رسول علیہ السلام پر ہے اور محبت رسول علیہ السلام کی دلیل و علامت جناب رسول کریم ﷺ کی تعظیم بجالانے میں ہے اگر ایمان نہیں ہے تو جنت نہیں مل سکتی اور اگر محبت رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام نہیں تو کوئی مومن اور مسلمان ہی نہیں اور اگر کوئی جناب رسول اللہ ﷺ کی تعظیم و توقیر نہیں کرتا تو اس کے دل میں حضور ﷺ کی محبت ہو ہی نہیں سکتی۔

لہٰذا جو لوگ جگہ جگہ مسلمانوں کو کلمے کی تبلیغ کرنے والوں سے متاثر ہو کر انہیں ایمان و اسلام کی سند جو دے بیٹھتے ہیں وہ ان تمام باتوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے اپنی اصلاح کریں اور کسی کے عقائد و ایمان کو نماز' روزے' ذکر و تلاوت درس و تبلیغ یا دیگر نیکیوں پر پرکھنے کے بجائے یا اعمال صالحہ کے پیمانے میں تولنے کے بجائے صرف اور صرف تعظیم رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کی کسوٹی پر پرکھنے کو لازم کریں اس لئے کہ قرآن کریم نے ہمارے لئے کسی کے بھی ایمان و